https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خاتون جنت کو اپنے مال ومتاع میں تصرف کرنے کا کلی اختیار عطا کر دیا۔ لیکن "باغ فدک" چونکہ اجتماعی مفاد کے لیے وقف تھا۔ اس لیے اس کو دینے سے معذرت کی۔ اور یہ صرف ان کی اپنی رائے اور ذات کا فیصلہ نہ تھا۔ بلکہ صحابہ کرام کا اجتماعی اور متفقہ فیصلہ تھا۔ جس کی پشت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مخالفت حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی نہیں فرمائی۔ بلکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر ہی عمل فرماتے رہے۔

"باغ فدک" سے محرومی پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خلیفہ وقت سے ناراضگی کی تحقیق

"مسئلہ فدک" میں ایک بات خاص طور پر توجہ طلب ہے۔ وہ یہ کہ فدک سے محرومی کی وجہ سے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اس وقت کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں تھیں۔ ناراضگی کی یہ کہانی اہل سنت وجماعت کی کسی معتبر کتاب سے ان الفاظ کے ساتھ صراحۃً ثابت نہیں کی جا سکتی۔ کہ سیدہ نے خود فرمایا ہو۔ "کہ میرا حق غصب ہوا۔ لہذا میں ابوبکر سے سخت ناراض ہوں۔ انہوں نے مجھ پر زیادتی کی۔ اس لیے میں ان سے کبھی بھی بات چیت نہ کروں گی۔"

اس بارے میں راقم الحروف کا دعوٰی ہے۔ کہ کوئی شخص اہل سنت وجماعت کی کسی معتبر کتاب سے اس قسم کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ ہاں جو الفاظ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ فَغَضِبَتْ فَاطِمَۃُ فَھَجَرَتْ اَبَابَکْرٍ یعنی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) غصہ ہو گئیں۔ اور ابوبکر سے گفتگو ترک کر دی۔ اس سے زیادہ کوئی حوالہ پیش نہیں کیا

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREBAZA 25)

جا سکتا۔

آئیے ان الفاظ کے بارے میں تحقیق کریں۔ کہ کیا ان الفاظ سے واقعی سیدہ کی ابوبکر سے ناراضگی ثابت ہوئی۔ اور عمر بھر کے لیے انہوں نے ابوبکر صدیق سے گفتگو کرنا بند کر دی۔ سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ یہ الفاظ راویِ روایت کے خیال کی ترجمانی تو کر سکتے ہیں۔ سیدہ خاتون جنت کا ارشاد نہیں بن سکتے۔ یعنی اس روایت کے راوی نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ کہ میرے خیال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر سے ناراضگی کی۔ اور اس کی بنا پر قطع تعلق کر لیا۔ اس کی تائید اور دلیل یہ ہے۔

کہ ناراضگی ایک ایسا فعل ہے۔ جس کا تعلق قلب انسانی سے ہوتا ہے۔ جب تک متکلم اپنی ناراضگی اور خوشی وغیرہ افعال قلبیہ کا خود اظہار نہ کرے۔ دوسرے کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض دفعہ قرائن و حالات سے ان امور کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن حالات و قرائن سے لگایا ہوا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ اندازہ لگانے والا معصوم ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ ہمارے سامنے ہے۔ جب جناب خضر علیہ السلام نے کشتی کو ناکارہ بنا دیا۔ تو حضرت موسیٰ نے حالات اور قرائن سے یہ معلوم کیا۔ کہ کشتی اس لیے توڑی گئی ہے تاکہ اس کے اندر سوار لوگوں کو ڈبویا جائے۔ گویا ان کی رائے میں حضرت خضر علیہ السلام کے فعل کا مقصد یہی آیا۔ لیکن یہ اندازہ درست نہ تھا۔ بلکہ جو ارادہ تھا۔ اُسے حضرت خضر ہی جانتے تھے۔ کیونکہ اس کا تعلق افعال قلبیہ سے تھا پھر وقت آنے پر اپنے ارادہ بتلا دیا۔

اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کے بعد فارغ ہوئے۔ اور واپس قوم میں تشریف لائے۔ تو حالات و واقعات سے ایک اندازہ لگایا۔ کہ میرے طور پر جانے کے بعد میرے بھائی ہارون نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میری ہدایات پر پوری طرح عمل نہیں کیا۔ اور لوگ ان کی سستی یا کاہلی سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہوگئے۔ خدا وحدہ لاشریک کے ساتھ بچھڑے کو شریک بنالیا۔ اور اس کی پرستش شروع کردی۔ حتیٰ کہ اتنا غصہ آیا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر جھنجھوڑا لیکن یہ اندازہ درست نہ تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام سے کوتاہی اور سستی واقع نہ ہوئی تھی۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام بالکل بے قصور تھے۔ ان دو قرآنی واقعات سے معلوم ہوا۔ کہ کسی قلبی فعل کے لیے حالات و واقعات اور قرائن راہنما تو بن سکتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کی وضاحت اسی وقت درست اور یقینی ہو سکتی ہے۔ جب کہ متکلم اور فاعل خود اس قلبی فعل کی حالت کا اظہار کرے۔

نوٹ:

یاد رہے بعض واقعات اور حالات کو راوی اپنے قیاس کے مطابق صحیح سمجھ کر بیان کر دیتا ہے۔ لیکن اس کا وہ قیاس درست ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ محض ایک تاثر تھا۔ جو اس نے بیان کر دیا حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ تاریخ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ بلکہ حدیث پاک میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے واقعات موجود ہیں۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے الگ ہو کر چند روز بالا خانہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ تو آپ کے اس رویہ سے کچھ لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ جب یہ خبر اڑتی اڑتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے جہاں بیٹھے ہوئے لوگوں میں آپس میں یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی تحقیق و تفتیش کے لیے بالاخانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ طلاق کوئی نہیں دی۔ وہ سب میرے نکاح میں ہی ہیں۔

تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت نشینی اور علیحدگی سے کچھ لوگوں نے یہ قیاس و اندازہ لگایا۔ کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ حالانکہ ایسا قطعاً نہ ہوا تھا۔ اسی طرح اس روایت کے راوی نے جب اپنے شیخ اور استاد سے "لم تتکلم" کے الفاظ سنے۔ تو اس سے یہ قیاس کر لیا۔ کہ یہ الفاظ "سیدہ" کی حالت غضب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ لہٰذا اس قیاس کے مطابق غلط فہمی سے "غضبت" کا لفظ زیادہ کر دیا۔ اور ایک دوسرے سے یہی نقل ہوتا رہا۔

حالانکہ "لم تتکلم" کا مقصد یہ نہ تھا۔ کہ سیدہ غصہ ہو گئیں۔ اور غصہ میں آ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کلام نہ کیا۔ اور واپس گھر آ گئیں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ جب سیدہ خاتون جنت کو "فدک" کے بارے میں تسلی ہو گئی۔ اور انہیں اس کا علم ہو گیا۔ کہ اس میں بقول رسولِ خدا وراثت نہیں چلتی۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں وہی عمل و طریقہ باقی رکھا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتی میں تھا تو اس تسلی و تشفی کے بعد انہوں نے اس معاملہ میں مزید گفتگو نہ کی۔

یہ ہم جو لفظ "لم تتکلم" کا ابھی بیان ہوا۔ اس کے مطابق ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ راوی کو غلط فہمی ہوئی۔ کہ جس سے اس نے ان الفاظ سے ناراضگی سمجھی۔ لہٰذا اس غلط فہمی کی بنا پر راوی کے عدل و ثقاہت اور عدالت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

تو جس طرح پچھلے دو واقعات قرآنیہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ حالات و واقعات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

سے غلط قیاس ہوا تھا۔ اور اس کی تصحیح اس طرح ہوئی۔ کہ خود فاعل نے اپنے فعل کی وضاحت کر دی۔ کہ اس فعل میں میری کیفیت قلبی کیا تھی؟ تو اسی طرح جب تک سیدہ فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کی زبان اقدس سے صراحۃً یہ معلوم نہ ہو کہ آپ نے اپنی قلبی کیفیت یعنی غصہ کا خود اقرار کیا۔ اور اس کا اپنی زبان سے اظہار کیا۔ اس وقت تک یہ کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر حضرت خاتون جنت ناراض ہو گئی تھیں۔ بلکہ اس وقت یہی کہا جائے گا۔ کہ راوی نے اپنے اندازے اور قیاس سے اس عبارت سے "غصہ ہونا" سمجھا۔ حالانکہ ایسا نہ تھا۔ اور نہ ہی ایسا واقعہ تھا۔ "لَمْ تَتَکَلَّمْ" کے الفاظ اپنے شیخ اور استاد سے سُنے۔ اور ان سے ناراضگی کا مفہوم مراد لے کر "غَضِبَتْ" کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا۔ لہٰذا ایک اعتبار سے یہ روایت بالمعنی ہوئی۔

یہ مسلّمہ بات ہے۔ کہ روایت بالمعنی میں غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ متکلم کے الفاظ سے جو معنی سامع مخاطب کے ذہن میں آیا۔ اُس نے یہ سمجھا۔ کہ متکلم کی اپنے کلام سے مراد بھی یہی ہو گی۔ حالانکہ بعض دفعہ سمجھا اور جاتا ہے۔ اور مراد متکلم کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

"غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ" والی روایت، روایت بالمعنی ہے، اسکے دلائل

ہم جب مختلف کتب حدیث کو اٹھاتے ہیں۔ اور ان میں "روایت فدک" پڑھتے ہیں۔ تو اس روایت کو ہم تین صحابہ سے مروی پاتے ہیں۔ وہ تین یہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ، ابو طفیل اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم۔

جہاں تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREBAZA 25)

سے اس بارے میں روایت ہے۔ ان میں سرے سے "غَضِبَتْ فَاطِمَةُ" کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ تیسری راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بذریعہ "زہری" ہے۔ اور امام زہری کے بہت سے شاگردوں میں سے بعض نے ناراضگی کا ذکر کیا۔ اور بعض نے سرے سے اس کا نام تک نہ لیا۔ جن بعض نے یہ الفاظ ذکر کیے۔ انہوں نے بھی بعض مواضع پر ان کا ترک کیا ہے۔ اور جہاں جہاں ناراضگی کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سے کسی جگہ ناراضگی خود سیدہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے طور پر بیان نہیں کی گئی۔ تاکہ ان کی وجہ سے سیدہ کا غضب ناک اور ناراض ہونا ثابت ہو سکے۔

ہم مزید اطمینان کے لیے ان تین صحابہ کرام سے مروی روایت کے مکمل الفاظ نقل کرتے ہیں۔ جن میں کوئی قطع و برید نہ ہوگی۔ تاکہ آپ خود پڑھ کر اطمینان حاصل کر سکیں کہ یہ روایت، روایت بالمعنی ہے۔ اور روایت بالمعنی میں راوی کو غلطی ہو سکتی ہے جس کی بنا پر راوی نے "لَمْ تَتَكَلَّمْ" سے ناراضگی سمجھ کر اسے بیان کر دیا اور بعد میں آنے والوں نے اسی رسم کو باقی رکھا۔

روایت ابو طفیل:

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ وَرِثْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْ اَھْلُهٗ ؟ قَالَ فَقَالَ لَا بَلْ اَھْلُهٗ قَالَتْ فَاَیْنَ سَھْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَطْعَمَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ إِلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی جلد ۲۰ صـ۲۶۳ فی تذکرہ امتناع ابی بکر من عطا فاطمہ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: ابوطفیل روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کسی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ تاکہ دریافت کرے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم وارث ہو یا آپ کے اہل! ابوبکر صدیق نے جواب دیا۔ نہیں بلکہ آپ کے اہل آپ کے وارث ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کہاں گئی؟ ابوبکر صدیق کہنے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب کسی پیغمبر کو میں کوئی چیز عطا کرتا ہوں۔ پھر وہ پیغمبر فوت ہو جاتا ہے۔ تو وہ چیز اس کے بعد بننے والے خلیفہ کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس (باغ فدک) کو مسلمانوں پر خرچ کر دوں۔ جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے۔ تو اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔

روایت ابوہریرہ:

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عِنْدَ التِّرْمِذِیْ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ مَنْ یَّرِثُکَ قَالَ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ قَالَتْ فَمَالِیْ لَا اَرِثُ اَبِیْ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا نُوْرِثُ وَلٰکِنِّیْ اَعُوْلُ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْلُہٗ

(فتح الباری شرح بخاری کتاب فرض الخمس جلد ۶ ص ۱۵۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں۔ اور پوچھا۔ تمہارا (مرنے کے بعد) کون وارث ہوگا۔ ابوبکر صدیق نے کہا۔ میری اولاد اور میرے اہل۔ تو جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو میں اپنے والد کی وارث کیوں نہیں؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم وراثت نہیں چھوڑتے۔ لیکن میں ہر اس آدمی کی کفالت کروں گا۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفالت فرماتے رہے۔

روایت صالح عن الزہری:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلَتْ اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْسِمَ لَھَا مِیْرَاثَھَا مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَقَالَ لَھَا اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَجَرَتْ اَبَا بَکْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُھَاجِرَتَہٗ حَتّٰی تُوُفِّیَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ قَالَتْ وَکَانَتْ فَاطِمَۃُ تَسْاَلُ اَبَا بَکْرٍ نَصِیْبَھَا مِمَّا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَیْبَرَ وَفَدَکٍ وَصَدَقَتِہٖ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاَبٰی اَبُوْبَکْرٍ عَلَیْھَا ذٰلِکَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِکًا شَیْئًا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْمَلُ بِہٖ اِلَّا اِنِّیْ عَمِلْتُ بِہٖ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنْ تَرَکْتُ شَیْئًا مِّنْ اَمْرِہٖ اَنْ اَزِیْغَ فَاَمَّا صَدَقَتُہٗ بِالْمَدِیْنَۃِ فَدَفَعَھَا عُمَرُ اِلٰی عَلِیٍّ وَّعَبَّاسٍ فَاَمَّا خَیْبَرُ وَفَدَکُ فَاَمْسَکَھُمَا عُمَرُ وَقَالَ ھُمَا صَدَقَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتَا لِحُقُوْقِہِ الَّتِیْ تَعْرُوْہُ وَنَوَائِبِہٖ وَاَمْرُھُمَا اِلٰی مَنْ وَّلِیَ الْاَمْرَ قَالَ فَھُمَا عَلٰی ذٰلِکَ اِلَی الْیَوْمِ

(بخاری شریف باب فرض الخمس جلد اول ص۴۳۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

ترجمہ: حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ، ابراہیم بن سعد سے اور یہ صالح سے صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ کہ عروہ بن زبیر فرماتے ہیں۔ کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی دختر نیک اختر سیدہ فاطمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے بارے میں دریافت کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور "فیئے" دی تھی۔ تو انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہمارے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ تو اس پر رسول خدا کی بیٹی غصہ میں آگئیں۔ اور ابوبکر صدیق سے قطع کلامی کرلی۔ اور یہ قطع کلامی ان کی مدت عمر تک رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سیدہ فاطمہ صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، ابوبکر صدیق سے اس متروکہ مال کا حصہ بھی مانگتی تھیں۔ جو خیبر، فدک اور اس مال کا جو مدینہ میں تھا۔ لیکن ابوبکر صدیق نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ان اشیاء میں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تصرف فرمایا کرتے تھے۔ میں بھی اسی طرح تصرف کروں گا۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں، کہ اگر آپ کے طریقہ تصرف میں کچھ بھی کمی بیشی کی۔ تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ لیکن آپ کا جو وقف مدینہ میں تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو دے دیا۔ اور خیبر و فدک اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف تھا۔ جسے آپ نے ان ضروریات اور حاجات کے لیے رکھا ہوا تھا۔ جو گاہے بگاہے پیش آتی تھیں۔ آپ کے بعد اب ان کا اختیار و تصرف خلیفہ کو ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ آج تک وہ اسی طرح ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

روایت شعیب عن الزہری

اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ثَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْئَلُہٗ مِیْرَاثَھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تَطْلُبُ صَدَقَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ بِالْمَدِیْنَۃِ وَفَدَکَ وَمَا بَقِیَ مِنْ خُمُسِ خَیْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ اِنَّمَا یَاْکُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ ھٰذَا الْمَالِ یَعْنِیْ مَالَ اللّٰہِ لَیْسَ لَھُمْ اَنْ یَّزِیْدُوْا عَلَی الْمَاْکَلِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھَا فِیْ عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِیْھَا بِمَا عَمِلَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَشَھَّدَ عَلِیٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَضِیْلَتَکَ وَذَکَرَ قَرَابَتَھُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَقَّھُمْ وَتَکَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ

(انتہٰی) بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۶ مناقب قرابۃ الرسول)

ترجمہ: ابو الیمان بیان کرتے ہیں۔ کہ شعیب، زہری سے اور وہ عروہ بن زبیر سے اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کسی آدمی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ تاکہ ان سے اپنی اس میراث کا پوچھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

جو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ملی تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ مال بطور فئے دیا تھا۔ یعنی صدقات مدینہ، فدک اور خیبر کے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ مانگا تھا۔ تو ابو بکر صدیق نے کہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ہم میراث نہیں چھوڑتے ہمارا جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آلِ محمد اسی مال میں سے کھائیں۔ جو اللہ نے انہیں دیا ہے۔ لیکن انہیں یہ اختیار نہیں کہ کھانے سے زیادہ لیں۔ اللہ کی قسم! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات کی اس حالت میں جو آپ کے عین حیات تھی۔ ذرا بھر تغیر و تبدل نہ کروں گا۔ بلا اس میں میرا عمل بھی وہی ہوگا۔ جو خود آپ کا تھا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تشہد پڑھا۔ اس کے بعد کہا۔ اے ابو بکر! ہم تمہاری بزرگی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علی نے سیدہ فاطمہ کی حضور سے قرابت اور ان کا حق بیان کیا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اپنی قرابت سے باعتبار سلوک کے بہت محبوب ہے۔

روایت خالد عن الزہری:

حَدَّثَنَا سَعْدٌ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بِالْمَدِيْنَةِ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّدْفَعَ اِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا

(ابو داؤد جلد دوم ص۱۵۸ کتاب الخراج مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

ترجمہ: اسد عقیل بن خالد سے یہ ابن شہاب سے اور یہ عروۃ بن الزبیر سے اور یہ حضرت عائشہ زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا۔ کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ابوبکر صدیق کے پاس اس غرض سے بھیجا۔ کہ دریافت کرے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقاتِ مدینہ اور خیبر کے مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ وہ ہمیں ملنی چاہیئے۔ تو ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ ہمارا سب کچھ چھوڑا ہوا صدقہ ہوتا ہے۔ آلِ محمد اس مال سے کھائیں گے۔ اللہ کی قسم! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں کوئی ردوبدل نہ کروں گا۔ ان کی وہ حالت جو آپ کے موجود ہوتے تھی۔ وہی باقی رہے گی۔ اور ان پر اسی طرح عمل ہو گا۔ جو آپ کا تھا۔ تو یہ کہہ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ بھی دینے سے انکار کر دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

خلاصہ :

ہم نے تفصیل کے ساتھ وہ روایات ذکر کر دی ہیں۔ جو موضوع کے متعلق تھیں۔
آپ نے توجہ فرمائی ہو گی۔ کہ سلسلہ روایت میں "ابالطفیل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما"،
سے ذکر کردہ الفاظ روایت میں تو "غَضِبَتْ" کا لفظ ہی موجود نہیں۔ باقی تین روایات
جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔ ان میں امام زہری کے واسطہ
سے ان کے صرف ایک شاگرد "صالح"، کی ذکر کردہ روایت میں یہ لفظ آیا ہے۔ اور
انہی (امام زہری) سے روایات کرنے والے دو راوی (شعیب، خالد) اس لفظ
کا ذکر نہیں کرتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام زہری کے شاگرد "صالح"،
نے جب اس واقعہ میں اپنے استاد زہری سے "لَمْ تَتَكَلَّمْ حَتّٰى
مَاتَتْ"، کے الفاظ سُنے۔ تو اس سے خود اندازہ لگا لیا۔ کہ سیدہ فاطمہ کا حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات تک کلام نہ کرنا بوجہ غصہ اور ناراضگی
کے تھا۔ اس اندازے اور قیاس کی بنا پر "صالح"، نے "غَضِبَتْ"،
کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ جو صرف اس کی اپنی سوچ کے مطابق تھا۔ حقیقتِ
حال سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ کیونکہ سیدہ کا دم آخر تک کلام نہ کرنے کا اس
مقام پر مفہوم یہ ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال و جواب کے بعد
انہیں یہ بات سمجھ آ گئی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ وہ صرف
ان مستحقین پر صرف ہو گی۔ جن پر آپ خود صرف فرماتے رہے۔ تو اس حقیقت
سے آگاہی کے بعد سیدہ نے پھر تادم آخر اس معاملہ میں ابوبکر صدیق
سے قطعاً گفتگو نہ کی۔

اگر حقیقت میں آپ ناراض ہوتیں۔ اور بوجہ ناراضی گفتگو کا بائیکاٹ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

فرماتیں۔ تو اس کا صحابہ کرام، اہل بیت اور تابعین وغیرہ میں بہت چرچا ہوتا۔ اور خاص کر اہل مدینہ سے یہ بات چھپی نہ رہ سکتی۔ لیکن ہمیں صرف امام زہری کے ایک شاگرد کی روایت میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے شاگرد نے ان الفاظ کو ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ ناراضگی نہ تھی۔ بلکہ راوی کا اپنا خیال تھا۔ جو اس نے ذکر کر دیا۔

فوائد احادیث مذکورہ

فائدہ نمبر (۱):

"اَرْسَلَتْ فَاطِمَۃُ"، کے الفاظ سے معلوم ہوا، کہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی بنفس نفیس عدالت میں حاضری ایک غلط کہانی ہے۔ درست یہ ہے۔ کہ آپ نے کسی معتمد شخص کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

فائدہ نمبر (۲):

"جَعَلَہٗ لِلَّذِیْ یَقُوْمُ مَقَامَہٗ" سے یہ فائدہ حاصل ہوا۔ کہ "باغ فدک" اور دیگر اموال فئے کے بارے میں شرعی ہدایات یہ تھیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان میں تصرف کا وہ شخص مجاز ہوگا۔ جو آپ کے قائم مقام (خلیفہ) ہوگا۔

فائدہ نمبر (۳):

"مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بتلاتے ہیں۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا "در باغ فدک وغیرہ" کا سوال کرنا اس وجہ سے تھا۔ کہ انہیں یہ حدیث نہیں پہنچی تھی۔ جب سُن لی۔ تو آخری دم تک پھر اس موضوع پر کلام نہ فرمایا۔ "لَمْ تَتَکَلَّمْ حَتّٰی مَاتَتْ" کے الفاظ اسی مفہوم کو بیان کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ مارے غصّہ کے آپ نے تا دمِ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہ فرمائی۔

فائدہ نمبر (۴)

مَنْ یَرِثُکَ قَالَ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ قَالَتْ فَمَا لِیْ لَا اَرِثُ کے الفاظ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ سیدہ کے ذہن میں ایک سیدھا سا مسئلہ تھا۔ کہ جس طرح کوئی فوت ہو جائے اس کے اہل و عیال اس کے مال کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کی وارث ہوں۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف "ہبہ" کرنے کی روایت بے اصل ہے۔ حضرت خاتونِ جنت ہی نہیں بلکہ تقریباً امہات المؤمنین بھی یہی سمجھتی تھیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے ہمیں بھی کچھ ملنا چاہیے۔ اسی بنا پر انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا۔ تاکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ہمارے حقوق کا مطالبہ کریں۔ جب ان ازواج مطہرات نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے "لَا نُوْرَثُ" والی حدیث سُنی۔ تو امہات المؤمنین نے اپنا مطالبہ ترک کر دیا۔ کیونکہ مسئلہ کی اصلیت معلوم ہو چکی تھی۔

فائدہ نمبر (۵)

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مال کے بارے میں یہ فرمایا۔ کہ میں اس کو اسی طریقہ و حالت سے صرف کروں گا۔ جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرماتے رہے۔ تو یہ سُن کر حضرت خاتونِ جنت بغیر ناراضگی کے خاموش تھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

ہو گئیں۔

فائدہ نمبر (۶):

فَاَبٰی اَبُوْبَکْرٍ عَلَیْهِ ذٰلِكَ فَلَنْ لَسْتُ تَارِکًا شَیْئًا کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "باغ فدک" کی آمدنی کو اسی طرح خرچ کیا۔ جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف فرمایا تھا۔ صرف ابوبکر صدیق کے دورِ خلافت میں ہی نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک "باغ فدک" کا مصرف بعینہٖ وہی رہا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں تھا۔ ملاحظہ ہو۔

(ابن میثم شرح نہج البلاغۃ جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۰۷ مطبوعہ تہران خطبہ ۴۴)

وَکَانَ یَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَیَدْفَعُ اِلَیْهِمْ مِنْهَا مَا یَکْفِیْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ کَذٰلِكَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَةُ۔

ترجمہ: یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باغ فدک کے غلہ کو سب سے پہلے اہل بیت کی ضرورت کے مطابق انہیں عطا فرماتے تھے اور اسی طرح آپ کے بعد کے خلفاء نے بھی کیا۔ حتیٰ کہ امیر معاویہ والی سلطنت ہوئے۔

فائدہ نمبر (۷):

فَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنْ تَرَکْتُ شَیْئًا مِنْ اَمْرِہٖ اَنْ اَزِیْغَ۔ کے الفاظ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ صدیق اکبر نے "باغ فدک" وغیرہ کسی دیرینہ دشمنی کی بنا پر سیدہ فاطمہ کو دینے سے منع نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتباعِ رسول کی خاطر تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی لیے فرمایا۔ کہ اگر میں آپ کی اتباع کو چھوڑ دوں۔ تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ اس کی واضح دلیل یہ بھی ہے۔ کہ کسی بھی شیعہ کتاب میں اس بات کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی آمدنی اپنی ذات اور اپنی اولاد وغیرہ پر خرچ کی ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جیسا کہ ہم فائدہ ۱ میں بتلا چکے ہیں۔ کہ "اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ" کے الفاظ میں یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خود عدالت صدیقی میں نہیں گئیں۔ بلکہ کسی معتمد آدمی کو بھیجا تھا۔ اس صراحت کے باوجود کچھ ہمارے اپنے غیر محتاط علماء بھی یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنفس نفیس عدالت صدیقی میں تشریف لے گئیں۔ اور آن سے وراثت کا مطالبہ کیا۔ تحقیق یہی ہے۔ کہ سیدہ وراثت کے سلسلہ میں وہاں نہیں گئیں۔ کیونکہ آپ کا عدالت صدیقی میں جانا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ سیدہ کے شوہر وہ عالی مرتبت شخصیت ہیں۔ کہ جن کے مقابلہ میں سارا عرب بھی آ جائے۔ تو بھی فرمائیں۔ کہ میں ان کی گردنیں اڑانے میں دیر نہ کروں گا۔ تو ایسے جری اور شیر خدا کو کب زیب دیتا ہے۔ کہ ان کی زوجہ اور دخترِ رسول عدالتِ صدیقی میں ایک حقیر دنیوی چیز کے لیے دستِ طلب دراز کریں اور سب کے سامنے چند درختوں کے حصول کی خاطر باہر تشریف لے آئیں۔

اس کے ساتھ جب ہم حضرت سیدہ کی وہ وصیت دیکھتے ہیں جو آپ نے "اسماء بنت عمیس" کو فرمائی تھی کہ "جب میرا انتقال ہو۔ تو مجھے "جنت البقیع" تک پالکی میں لے جانا۔ یہ وصیت اس لیے تھی۔ تاکہ بعد از وفات بھی کوئی غیر محرم آپ کے بدن پاک کی قامت نہ دیکھ سکے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی۔ کہ مجھے آپ کے سوا کوئی دوسرا غسل نہ دے۔ تاکہ وقتِ غسل کسی کی میرے جسم پر

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

نظر نہ پڑے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ مجھے دفن کرنے کے لیے رات کی تاریکی میں لے جانا۔ تاکہ میرے جسم کا چارپائی پر پڑے ہوئے کوئی اندازہ بھی نہ کر سکے۔ اور نہ ہی کوئی اشارہ کر سکے۔ کہ وہ بنتِ رسول کا جنازہ جا رہا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ جس خاتون جنّت کی عفت و پاکدامنی اور شرم و حیا کا یہ عالم ہو۔ اس کے متعلق یہ باور کر لینا کہ محض چند درختوں کی خاطر عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹایا ہوگا۔ اور خود عدالت صدیقی میں اپنے پاؤں سے چل کر تشریف لے گئی ہوں گی۔ بالکل خلاف عقل ہے۔ ہاں اگر "مدعیان محبت اہل بیت" اس قسم کے افسانے تراشیں تو کوئی عجب نہیں۔ کیونکہ "محبت اہلبیت" میں وہ اس قدر "وارفتہ" ہیں۔ کہ "توہین اہل بیت" بھی ان کے ہاں "محبت اہل بیت" قرار پائی ہے۔ اور ان کا ہر وہ لفظ جو دل زخمی کرنے میں تیر و تفنگ سے کم نہیں۔ اُسے وہ "عقیدت کے پھول" تصور کرتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ (پ ۱۶ رکوع ۳ سورۃ الکہف)

ہاں جن مقامات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عدالتِ صدیقی میں جانا مذکور ہے۔ اُن مقامات اور اِن روایات سے دراصل ایک ہی واقعہ کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ یعنی "باغ فدک" وغیرہ کے بارے میں عدالتِ صدیقی سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رجوع کرنا ایک ہی مرتبہ ہوا۔ جب واقعہ ایک ہی ہو۔ تو اس واقعہ کو سرانجام دینے کے لیے دو ایسے طریقے جن میں تضاد ہو۔ اپنائے نہیں جا سکتے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس ایک واقعہ میں یا تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو بطور وکیل عدالت صدیقی میں بھیجا ہوگا۔ یا خود بنفسِ نفیس تشریف لے گئیں ہوں گی۔ جیسا کہ ہم با دلائل ثابت کر چکے ہیں۔ کہ آپ خود نہیں گئیں۔ بلکہ آپ نے کسی معتمد کو بھیجا تھا۔ تو اب ان روایات کی تاویل کرنا پڑے گی۔ جن میں ان کا خود جانا آیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سو اس کا حل یہ ہوگا۔ کہ جن روایات میں کسی کو بھیجنے کا ذکر ہے۔ وہ حقیقت پر محمول ہیں۔ اور جن میں سیدہ خاتون جنت کا خود جانا مذکور ہے وہ مجازاً ہوگا۔ کیونکہ وکیل کا کام اس کے موکل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ رعیت میں سے کسی کا کام جو بادشاہ کے حکم سے ہو۔ وہ بادشاہ کا کام کہلاتا ہے۔ کسی کے سفیر کی گفتگو اس کے بھیجنے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ عزرائیل کا کسی کو موت دینا اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور وزرائے کرام کا کسی کو کچھ عطا کرنا بادشاہ کی عطا شمار ہوتا ہے اس لیے ان روایات میں مجاز سے کام لیا گیا۔ اور اس کی نسبت حضرت سیدہ خاتونِ جنت کی طرف کردی گئی ہے۔ کیونکہ ان کا کسی کو بھیجنا گویا خود جانا تھا۔

واللہ اعلم بالصواب

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

کیا بنتِ رسول کی ناراضگی، خلافت کے استحقاق پر اثر انداز ہو سکتی ہے

روایت صالح عن الزہری کا ،،روایت بالمعنی ،، ہونا ہم نے ثابت کر دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف ،،غضبت،، کی نسبت راوی کے قیاس واندازہ کی بنا پر ہے۔ حقیقتِ حال اس کے خلاف ہے۔ اگر بتقاضائے بشری سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہونا ثابت بھی ہو جائے تو اس بنا پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کونسا شرعی ضابطہ نافذ کرو گے؟ اگر تمہارا جواب یہ ہو۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی اتنا اہم معاملہ ہے۔ کہ خاتونِ جنت جس سے ناراض ہو جائیں۔ وہ امت مسلمہ کا خلیفہ بننے کا مستحق نہیں رہتا۔ کیونکہ خلافت دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نیابت ہے۔ اور جس سے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر ناراض ہو جائیں۔ اُسے خلافت رسول کا حق کب باقی رہتا ہے۔

تو پھر ہم تم سے دریافت کریں گے۔ کہ اگر واقعی یہی قاعدہ اور قانون ہے۔ تو کیا صرف اس کا اطلاق ابوبکر صدیق پر ہو گا۔ یا کسی دوسرے پر بھی؟ اگر صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک تم محدود کرتے ہو۔ تو یہ سخت ناانصافی ہے۔ (جو تمہاری دیرینہ عادت ہے۔) اگر سب کے لیے مانو۔ تو ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئی ہیں۔ اور ہم تم سب اُن کو خلیفہ رسول مانتے ہیں۔ بلکہ تم تو ان کو ،،خلیفہ بلا فصل،، مانتے ہو۔ آؤ ہم تمہیں تمہاری کتابوں سے یہ بھی ثابت کر دکھائیں۔ کہ خاتون جنت بارہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ناراض ہوئیں۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حوالہ نمبر(۱):

ابو جہل کی لڑکی سے علیؓ نے نکاح کا ارادہ کیا تو سیدہ فاطمہؓ ناراض ہو گئیں

امالی صدوق:

اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرَادَ اَنْ يَّتَزَوَّجَ ابْنَةَ اَبِيْ جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَاهُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ ابْنَةَ عَدُوِّ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ سَرَّهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ غَاظَهَا فَقَدْ غَاظَنِيْ ۔

(۱) (امالی صدوق ص۱۶۴ المجلس الثانی والعشرون مطبوعہ قم)

(۲) (جلاء العیون ص۲۲۷ جلد اول زندگانی فاطمہ، طبع جدید)

(۳) (ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص۲۰۶)

(۴) (انوار نعمانیہ جلد اول ص۶۳ نور مرتضوی طبع تبریز جدید)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ کے ہوتے ہوئے۔ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سر منبر تمام صحابہ کرام کے سامنے اس کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا۔ علی (رضی اللہ عنہ) چاہتا ہے۔ کہ اللہ کے پیغمبر کی بیٹی کے ہوتے ہوئے۔ اللہ کے دشمن کی بیٹی سے شادی رچائے۔ خبردار! فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے دکھایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRE RAZA 25)

اس نے مجھے دکھایا۔ اور جس نے اُسے خوش کیا۔ اُس نے مجھے خوش کیا جس نے اسے غضبناک کیا۔ اُس نے مجھے غضبناک کیا۔

حوالہ ۲:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغ صدقہ کیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں غصہ سے مارا (معاذ اللہ)

امالی صدوق

حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ باغ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ بازار میں جاکر تجار حضرات کے پاس فروخت کر دو۔ چنانچہ سلمان فارسی نے بارہ ہزار درہم پر اُسے فروخت کر دیا۔ اور یہ رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کر دی۔ وہاں ایک اعرابی تھا۔ اُس نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس رقم میں سے چار ہزار چالیس درہم اس کو عطا فرما دیئے۔ تو یہ خبر مدینہ شریف میں پھیل گئی۔ لہذا تمام لوگ جمع ہو گئے۔ اور ایک آدمی انصار میں سے سیدہ فاطمہ کے پاس گیا۔ اور اُس نے آپ کو مذکورہ واقعہ کی خبر دی۔ تو آپ نے اس کو دعا دی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہیں بیٹھے ہوئے بقایا تمام رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رکھا۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ نے حضرت علی سے پوچھا۔ کہ آپ نے میرے باپ کے باغ کو فروخت کر دیا ہے! تو حضرت علی نے جواب دیا۔ ہاں میں نے فروخت کر دیا ہے۔ سیدہ فاطمہ نے سوال کیا کہ رقم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے وہ اللہ کے راستہ میں تقسیم کر دی ہے اس کے جواب میں پھر حضرت فاطمہ نے فرمایا۔ کہ میں بھوکی ہوں ہمارے بیٹے بھوکے ہیں۔ اور آپ بھی ہماری مثل بھوکے ہیں اور ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے۔ اور یہ کہہ کر فاطمہ نے حضرت علی کے دامن کو پکڑ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ! مجھے چھوڑ دے۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ میں خدا کی قسم ہرگز آپ کو نہیں چھوڑوں گی یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان میرے ابا جان فیصلہ فرمائیں۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا۔ کہ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اور علی کو اللہ تعالیٰ سلام فرماتا ہے۔

قُلْ لِفَاطِمَةَ لَيْسَ لَكِ اَنْ تَضْرِبِيْ عَلٰى يَدَيْهِ وَ تَلْزَمِيْ بِثَوْبِهٖ.

ترجمہ: یعنی فاطمہ کو فرما دیجیے۔ کہ تیرے لیے یہ جائز نہیں کہ تو حضرت علی کے ہاتھوں پر مارے اور اس کے دامن کو نہ چھوڑے۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے گھر آئے۔ تو فاطمہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت علی کا دامن پکڑا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو کیوں پکڑا ہوا ہے؟ سیدہ فاطمہ نے مذکورہ بالا واقعہ سنایا۔ تو اس پر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! میرے پاس جبرئیل تشریف لائے۔ اور مجھے اور حضرت علی کو اللہ کا سلام پہنچایا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ فاطمہ کو فرما دیجیے۔ کہ تیرے لیے جائز نہیں ہے۔ کہ تو حضرت علی کے ہاتھوں پر مارے۔ لہٰذا حضرت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چھوڑ دیا۔ اور معافی مانگی۔

(۱) (امالی صدوق ص۲۸۱ المجلس الحادی والسبعون)

(۲) جلاء العیون جلد اول ص۱۹۴ زندگانی فاطمہ بالفاظ مختلف

(۳) انوار نعمانیہ جلد اول ص۵۸ نور مرتضوی)

نوٹ:

ان دونوں واقعات میں سے دوسرے واقعہ میں صرف سیدہ فاطمہ کی ناراضگی ہی نہیں بلکہ مارنے تک کا ذکر موجود ہے۔ اور پہلے واقعہ میں سیدہ خاتونِ جنت کی ناراضگی کی وجہ سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ نے بر سرِ منبر تمام صحابہ کرام کے سامنے اس کا اظہار فرمایا۔ اور یہاں تک فرمایا۔ کہ فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی۔ اور اس کی خوشی میری خوشی ہے۔ اور جس نے اُسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی۔

ان دونوں روایات میں بالکل صاف صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراض بھی کیا۔ اور تکلیف کا باعث بھی بنے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سرِ منبر اس امر کا اظہار فرمایا۔ ان روایات میں تو "روایت بالمعنی"، کا احتمال بھی نہیں نکل سکتا۔ تاکہ اس پر محمول کر لیا جائے۔ جیسا کہ پچھلی "غَضِبَتْ"، والی روایت میں اس کا احتمال تھا۔ تو اس صراحت کے ساتھ ناراضگی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں کوئی اثر نہیں ڈالتی کہ اس کی وجہ سے آپ کی خلافت کو "جعلی"، ثابت کیا جائے۔ تو وہ ناراضگی جو "روایت بالمعنی"، سے ثابت ہوئی۔ اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت معاذ اللہ منافقانہ تھی۔ اور آپ خلیفہ برحق نہیں تھے۔ کہاں کی منطق ہے۔ اور کس دانشکدہ کی تعلیم ہے؟

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

MUHAMMAD RIZWAN (FIKR E RAZA 25)

حوالہ ۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عقد ہو جانے کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غم وغصہ سے رو پڑیں بوجہ آن کے فقیر ہونے کے (معاذ اللہ)

امالی صدوق:

قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَتْ فَاطِمَةُ تَبْكِيْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ يَا فَاطِمَةُ قَالَتْ يَا اَبَاهُ عَيَّرَتْنِيْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقُلْنَ اِنَّ اَبَاكِ زَوَّجَكِ مِنْ مَعْدُوْمٍ لَا مَالَ لَهُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ لَا تَبْكِيْنَ فَوَاللهِ مَا زَوَّجْتُكِ حَتّٰى زَوَّجَكِ اللهُ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ وَاَشْهَدَ بِذٰلِكَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ.

(۱) امالی صدوق ص ۲۶۲/ المجلس السابع والستون

(۲) بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۴۶ باب کیفیۃ معاشرتہا مع علی (طبع قدیم)

ترجمہ: راوی کہتا ہے۔ کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت روتی ہوئی تشریف لائیں۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ! تمہیں کس نے رُلایا؟ عرض کی ابا جان! قریشی عورتوں نے مجھے طعنہ دیا ہے۔ کہ تمہارے والد نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی۔ جس کے پاس کچھ مال نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ بیٹی مت روؤ۔ اللہ کی قسم! میں نے تیری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شادی اس وقت کی جب اللہ نے تیری شادی عرش پر کر دی تھی۔ اور اس پر حضرت جبرائیل اور میکائیل گواہ بنے تھے۔

لمحۂ فکریہ:

ناظرین کرام! آپ بنظر انصاف اور غور سے اس روایت کو پڑھیں۔ ایک طرف تو شیعہ حضرات فرضی ناراضگی کو اتنی اہمیت دیتے ہیں۔ کہ اس کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر و منافق تک کہنے سے گریز نہیں کرتے۔ اور دوسری طرف انکے مذہب کے بانی مبانی اور صحاح اربعہ میں سے ایک کے مصنف "شیخ صدوق" نے اس روایت میں کھلے الفاظ میں جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی اور توہین کی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "بتول" فرمایا۔ جس کے معنی دُنیا سے بے نیاز کے ہیں۔ "شیخ صدوق" نے اس روایت کے ذریعہ اس سیدہ کو بہت بڑا دنیادار ثابت کیا۔ اور کہا کہ آپ نے اس کمینی دنیا کی خاطر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فقیر سمجھتے ہوئے انتہائی گریہ و بکا کیا۔ اور روتی ہوئی بارگاہِ رسالت میں آئیں۔ اور تمام صحابہ کرام کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غربت اور اپنی بدقسمتی کا رونا رویا۔ تو کیا یہ انداز روایت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شدید توہین کے مترادف نہیں؟ اگر ہے۔ اور واقعی ہے۔ تو خود اس روایت کا راوی اور اس کے متبعین اور بناوٹی مخلصین مومنین کا ایمان و خلوص کدھر گیا؟ ادھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرضی داستان غمّ سے کفر و نفاق کا فتویٰ، ادھر حقیقی گستاخی اور توہین سے خالص ایمان؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حوالہ نمبر (۴): حضرت علی کے ایک جائز فعل پر سیدہ ان سے ناراض ہو کر میکے چلی گئیں

انوار نعمانیہ

فَدَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَوْمًا فَنَظَرَتْ إِلَى رَأْسِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حِجْرِ الْجَارِيَةِ فَقَالَتْ يَا أَبَا الْحَسَنِ فَعَلْتَهَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلْتُ شَيْئًا فَمَا الَّذِي تُرِيدِينَ قَالَتْ تَأْذَنُ لِي فِي الْمَسِيرِ إِلَى مَنْزِلِ أَبِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ لَهَا قَدْ أَذِنْتُ لَكِ۔ (انوار نعمانیہ جلد اوّل ص ۵۹، نور مرتضوی)

ترجمہ: (حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شاہِ حبشہ نے ایک لونڈی ہبہ کی انہوں نے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی) ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک اس لونڈی کی گود میں تھا۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابوالحسن آپ نے اس سے جماع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اے بیٹی رسول میں نے اس سے کچھ نہیں کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ناراضگی کے عالم میں کہا آپ مجھے رخصت دے دیں کریں اپنے والد گرامی کے گھر چلی جاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

لیکن اس ناراضگی سے حضرت علی کی خلافت پر قطعاً کوئی آنچ نہ آئی۔ اسی طرح ان کی ناراضگی صدیق اکبر سے فرض کر بھی لیں تو بھی اس سے ان کی خلافت باطل نہیں ٹھہرتی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari